سخنان

بسمہ سبحانہ

فضائلِ امیر المومنینؑ کی عظمت اور ہم

''تقریباً ڈیڑھ ہزار برس کے طویل ماضی میں اپنے اور پرائے سبھی مشاہیر اہل قلم نے حضرت امیر المومنینؑ کے فضائل وکمالات اور شخصیت ومنزلت کے گوشہ گوشہ پر تصنیفات کے دفتر تیار کر دیئے ہیں اور صدہا مفکرین ومورخین اپنے اپنے پیمانۂ فکر ونظر اور میزان عقل وخرد سے شخصیت کی ہمہ گیر وسعتوں اور سیرت کے بے مثال مرقعوں کو ناپ تول چکے ہیں ....اور مجھ ایسے محدود صلاحیت رکھنے والے انسان کے لئے حضرت کی حیات طیبہ کا وہ کون سا رُخ باقی رہا ہے جس پر قلم اٹھاؤں ....فضائے کمالات میں طائرفہم کی حد پرواز سامنے آگئی۔ اس کے بازو شل ہو گئے اور بحر تحقیق وجستجو کی غوطہ زنی جتنے دُرِ شاہوار جمع کر سکتی تھی......کر چکی اور اب اس سے زیادہ کے لئے پیغمبرانہ نظر اور معصومانہ تفکر کی ضرورت ہے۔ میرے خیال خام میں شاید اب کوئی نئی بات حضرت کی شخصیت کے بارے میں کہنے کے لئے ہم انسانوں کے پاس نہیں رہ گئی ہے......وہی تمام باتیں ہیں جو زاویے بدل بدل کر نئے الفاظ وتراکیب کے ساتھ کہی جاتی رہی ہیں ....مگر فرصت کے لمحات میں جب میں یہ سوچتا ہوں کہ حضرت امیر المومنینؑ کے خصائل وفضائل کا اثر (Impact) بیان کرنے والوں لکھنے والوں اور سننے یا پڑھنے والوں پر کس حد تک اثر انداز ہے تو بہت عجیب سا کرب محسوس ہونے لگتا ہے......کیا صدیوں کی روایتی صداقتیں اثر ونفوذ کی حقیقی صلاحیتیں کھو چکی ہیں یا پھر ہمارے ہی اندر ان سے اسباق واثرات جذب کرنے کی صلاحیتیں معدوم ہو گئی ہیں......؟ کوئی بات تو ضرور ہے......؟ منبروں اور کتابوں سے آواز والفاظ کے ذریعہ جتنا مواد اب تک اس موضوع پر آچکا ہے اگر وہ سب یکجا کر دیا جائے تو میں بلاخوف تردید کہتا ہوں......کئی عظیم لائبریریاں وجود میں آسکتی ہیں مگر صد حیف کہ حضرت کے لاتعداد اور بے شمار اوصاف واعمال میں سے کسی ایک صفت نے بھی ہماری طرف رُخ نہیں کیا ......اور ہم نے بھی علم وعمل کے اس روشن ومنور مرکز سے ایک ہلکی سی کرن بھی اپنے خاکدان وجود میں نہ آنے دی اور محض ''ذہنی وابستگی پر قانع اور مطمئن رہ گئے......اس مجرمانہ غفلت کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہم صحیح اخلاق وانسانیت سے دور ہو گئے۔ باہمی شفقت ومروّت اور ہمدردی ومحبت داستان پارینہ بن گئیں۔ نیکی کی اشاعت اور برائی سے ممانعت کی ہمارے اندر ہمت نہ رہ گئی۔ حادثات وصدمات کے آگے سینہ تان کر آجانے کی سکت ہی سلب ہو گئی۔ بلاشبہ یہ سزا ہے اس کامل واکمل ذات سے حقیقی اور عملی اکتساب فیض نہ کرنے کی ......مگر تیرہ بختی کی حد یہ ہے کہ اب اس محرومی اور بے حسی کا بھی تو خیال بہت شاذ ونادر ہی آتا ہے۔ اس کے بعد ہمیں کیا حق رہتا ہے کہ ہم ایک معقول زندگی کے فیوض سے محرومی کا شکوہ کریں اور ادبار وتنزلی کے گرد وغبار میں اٹے رہنے کا ماتم کریں۔

آیئے! ہم اور آپ مولائے کائناتؑ کے مبارک یوم ولادت کے پُرمسرت موقع پر حضرت کی شخصیت کے چند روشن اور منور نقوش پر جن پر انصاف پسند عقلائے عالم کا اتفاق اور اجماع ہے غور کریں اور صبر وسکون کے ساتھ اپنے فکر وعمل کا جائزہ لیں اور منصفانہ فیصلہ کریں کہ ہم مولاؑ کے فضائل وخصائل سے کہاں تک متاثر ہیں......!

علم وحلم، شجاعت وعبادت، صبر وضبط، ایثار وصلۂ رحم، غربا پروری اور یتیم نوازی، حق گوئی وحق کوشی، رواداری اور امن پسندی وغیرہ وغیرہ وہ نمایاں خصوصیات ہیں جو ذات علویہ کا لازمی جزو قرار پا گئے ہیں اور جس وقت بھی حضرت کا خیال اور ان کی جامع شخصیت کا تصور پیدا ہوتا ہے تو اس وقت یہ تمام کمالات بھی خودبخود ذہن میں ابھرنے لگتے ہیں، گویا ان کے بغیر ذات کا تصور ہی ناممکن ہے۔ تاریخ اسلامی نے قدم قدم پر ان خصوصیات کے شواہد پیش کئے ہیں اور اتنے عالم آشکارا ہیں کہ معاندین ومخالفین کی متفقہ اور منظم کوشش خواہ کیسی ہی گرد وغبار کدورت اُڑائیں فضائل وکمالات کے ماہ تاباں پر خاک نہیں پڑسکتی...... ہرگز نہیں پڑسکتی! لیکن جب دنیا کی نظر دعویداران عقیدت ومودّت کی جانب گھومتی ہے اور افعال واقوال کا جائزہ لیتی ہے تو اسے عرش وفرش کی مسافت سے بھی زیادہ دوری نظر آتی ہے۔ کوئی لگاؤ، کوئی تعلق، کوئی مناسبت بجز ادعائے لفظی کے اسے نظر نہیں آتی۔ فکر وخیال کی یہ اتنی تنگ اور خطرناک منزل ہے کہ میں گھٹن سی محسوس کر رہا ہوں اور قلم رُک رُک کر چل رہا ہے۔ احساس ندامت کی وجہ سے خود اپنے ہی سے حجاب آرہا ہے اس لئے کہ بے عملی کا سب سے بڑا مجرم تو میں خود اپنے ہی کو پا رہا ہوں...... رجب المرجب کے سرور آگیں مہینہ کے پُرکیف موقع پر ایک تکلیف دہ حقیقت کے اظہار کی اجازت چاہتا ہوں۔ تقریباً ڈیڑھ ہزار برس کے ماضی میں ذرا جھانکئے...... جناب مسلمؑ کی تلاش میں ابن زیاد کے پیادے چھوٹے ہوئے تھے جناب مسلمؑ ابن عوسجہ کو مسجد کوفہ میں مصروف نماز دیکھ کر ابن زیاد کا غلام سمجھا کہ مسلمؑ ابن عوسجہ ضرور ''شیعیان امیر المومنینؑ'' میں سے ہیں اور ان سے مل کر مطلب برآری ہوسکتی ہے...... اللہ اللہ...... ایک وہ وقت تھا جب 'نماز شیعہ علیؑ ہونے کی علامت تھی اور صد حیف کہ آج کہ ہماری دنیا بالکل منقلب ہوگئی ہے اور آج ہم ''تارک صلوٰۃ'' ہونے کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں...... اور یہی نہیں بلکہ بعض حلقوں سے تو اب یہ بھی سننے میں آرہا ہے اور وہ بھی ایک ذمہ دارانہ تبلیغ کے طور پر کہ بس محبت اہلبیتؑ کافی ہے، نماز وروزہ وحج وزکوٰۃ کی ضرورت نہیں............ ششدر ہوں کہ دنیا کیا سے کیا اب ہوگئی...... اس اُبھرتے ہوئے نئے رجحان کی پذیرائی ملت کے بے عمل عناصر کی طرف سے ہونا لازمی ہے کسی خیر کے ترک میں کیا زحمت ہے......؟ نتیجہ پر البتہ ہر شخص سنجیدگی سے غور کرے۔

میں خدائے عزوجل کی پناہ چاہتا ہوں اور مسجد کوفہ کے زخمی نمازی اور زمین کربلا کے سجدہ گذار شہید سے استعانت کا طلبگار ہوں کہ وہ افراد ملت کو ایسے دین کُش اور حق پوش خیالات وتوہمات کی زد سے محفوظ رکھے، آمین! اے مولاؑ، اے معصوم سیرت وکردار کے مہر درخشاں اپنی ضیابار کرنوں کی بس ایک چھوٹ ہماری حیات کے شب دیجور پر بھی ڈال دیجئے............ تو............ تاریکیاں چھٹ جائیں، زندگی جگمگا اُٹھے، دین کا احساس بیدار ہوجائے............ اور پھر............ اس کے آثار ہمارے ملی وجود سے پھوٹ پڑیں............!! اے کاش! اے کاش............؟''

(ادارہ)